سلسلہ خطبات جمعہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

موت ایک اٹل حقیقت

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد عن عبد الله ابن عمر قال اخذ رسول ببعض جسدی فقال کن فی الدنیا کانک غریب اوعا بر سبیل وعد ننفسک من اصحاب القبور وقال لی یا ابن عمر اذ اصبحت فلا تحدث نفسک بالمساء واذ امسیت فلا تعدنفسک بالصباح وخذمن صحتک قبل سقمک ومن حیاتک قبل موتک فانک لاتدری یا عبد الله ما اسمک غدا (بیہقی)

ترجمہ: حضور ﷺ نے ابن عمرؓ کو کندھے سے پکڑ کر فرمایا' تم دنیا میں رہتے ہوئے اپنے مسافروں کی طرح سمجھو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو پھر فرمایا اے ابن عمر جب صبح اٹھو شام کا انتظار نہ کرو اور جب شام ہو تو صبح کا انتظار مت کرو بیماری سے پہلے صحت میں اچھے کام کرو اور مرنے سے قبل زندگی میں جتنا ہو سکے کر لو کچھ پتہ نہیں کہ کل تمہارا نام کیا ہوگا آیا زندہ رہ کر زندوں میں شمار ہوگے یا مر کر مردے کے نام سے پکارے جاؤ گے۔

مقصد تخلیق سے غفلت: آج مسلمانان عالم دنیا کی گہما گہمی میں اس طرح گم ہو چکے ہیں کہ مقصد تخلیق بھولنے کے ساتھ ساتھ اس فانی دنیا کے رخصتی یعنی موت سے بھی بالکل غافل ہو کر اسے بھلا چکے ہیں' حالانکہ اللہ تعالیٰ کے تمام فیصلوں کے مانند مرنے کا فیصلہ بھی ایسا اٹل حکم ہے کہ نہ اس سے بچاؤ کی کوئی صورت ہے اور نہ اس سے انکار کی بڑے بڑے فلاسفہ حکماء دانشور جو اپنے عقل ودانش اور فاسد نظریات وتصورات کے غرور میں مبتلا ہو کر خدا تک کے وجود سے انکار کر چکے ہیں۔ رسالت ونبوت' قیامت' جزا وسزا' جنت ودوزخ' عالم برزخ کے حالات وکیفیات سے انکار تو ان سب کا قدر مشترک ہے مگر ان میں سے کسی میں ہمت نہیں کہ نظریہ موت کا ابطال کریں کیونکہ دنیا کے وجود سے لیکر روز قیامت تک صبح وشام اس عالم فانی سے کوچ کرنے کا سلسلہ جاری ہے اگر بچنے کی کوئی صورت ہوتی تو لوگوں کو موت سے بچانے والے حکماء واطباء تو موت کے منہ میں کبھی نہ جاتے گویا مرنے پر تو تمام مذاہب کے ماننے والے اور مذہب کے قید وبند سے آزاد سب لوگ متفق ہیں۔

موت کا وقت متعین نہیں: اور پھر سائنس اور ٹیکنالوجی کے اس ترقی یافتہ دور میں جب کہ نئے نئے مشینوں

اور آلات کی بھرمار ہے۔ ان گنت آئندہ امور کے آمد کی پیشنگوئیاں اور دعوے کئے جاتے ہیں اس کے باوجود موت کا آنا ایسا امر ہے جس کے آمد اور وقت کے یقین کے بارے میں سارے جدید علوم گنگ ہیں روزانہ مشاہدہ ہے کہ ظاہری طور پر موت کی دہلیز پر زندگی سے مایوس مریض اور معمر ترین اشخاص کی زندگیاں طویل ہو جاتی ہیں اور جس کے بارے میں وہم وخواب میں بھی نہ ہو صحیح وسالم اور جوان کی موت کی خبر آجاتی ہے۔ موت کے یقینی ہونے پر مسلم اور غیر مسلم کے متفق ہونے کے بعد راستے الگ ہو جاتے ہیں۔ اکثر غیر مسلم وآخرت کے عقیدہ سے عاری لوگوں کے خیال میں انسان کے پیدائش اور سارے کارخانہ عالم کے وجود میں آنے کا مقصد صرف دنیا میں چند سالہ زندگی گزارنا' اس سے لطف اندوز ہونا اور پھر بس آگے کچھ نہیں اور مسلمان کا عقیدہ ہے کہ اس مختصر زندگی کے بعد اصل مراحل جو کہ عالم برزخ' حشر نشر' روز قیامت جزا اور سزا جنت ودوزخ پر مشتمل ہیں' طے کرنے ہیں اور اس چند روزہ یا چند سالہ زندگی کا حجم اور حدود اربعہ مرنے کے بعد کی طویل زندگی کے مقابلے میں ایک بڑے دریا و سمندر سے ایک پرندہ کا اپنی چونچ میں پانی کا قطرہ لینے سے بھی کم ہے۔

<u>پیدائش مرنے کا تمہید:</u> کیونکہ ایک عقلمند و باکردار مسلمان کا عقیدہ یہی ہوتا ہے کہ اس کا پیدا ہونا تمہید ہے اور اس کے مرنے کا اور اس کا پیدا ہونا اس مقصد کے لئے ہے کہ خالق و مالک کے اوامر کی تعمیل اور نواہی سے بچا جائے اور وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کا بالکل واضح صریح ارشاد ربانی قدم قدم پر انسان کا وظیفہ حیات کو اسے یاد دلاتی رہتی ہے۔ بدقسمتی سے ہم مسلمان اپنا یہ مقصد حیات بھول کر دنیا کی رنگینیوں میں ایسے پڑ گئے کہ مرنے اور اس کے بعد کے حالات سے مکمل بے رخی اختیار کر چکے ہیں جس کے نتیجہ میں امت مسلمہ آج ذلیل اور خوار ہو کر نہ خدا کے رہے اور نہ دنیاوی اعتبار سے ترقی یافتہ اقوام میں شامل ہو سکے۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم کے مصداق بن گئے اسی لئے راہ حق سے بھٹکے ہوئے لوگوں کے صراط مستقیم پر آنے کے لئے خطبہ کے ابتداء میں ذکر کردہ حضور ﷺ کا قول زریں اکسیر اعظم ہے کہ دین و مذہب اور اس کے احکامات سے غفلت کا ازالہ اس صورت میں ممکن ہے کہ دنیا اور اس کی عیش و راحت کو مستقل ٹھکانہ نہ سمجھے باقی رہنے والی چیز کو فانی چیزوں پر ترجیح دے کر اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرے یہ تصور یقین نہ کرے کہ کل کا دن بھی میری عمر میں شامل ہو کر میں زندہ رہوں گا۔

<u>دنیا میں رہنے کا لائحہ عمل:</u>

مرشد اعظم ﷺ کا ارشاد ہے: کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل

ترجمہ: دنیا میں اس طرح رہو کہ تم مسافر ہو یا راستہ عبور کرنے والا۔

وعد نفسک فی اصحاب القبور (بخاری) اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کر۔

بار بار تنبیہ کی جاتی رہی کہ دنیا اور اسباب دنیا میں غافل رہ کر اس مختصر دور کے بعد ایک طویل زندگی یعنی قبر کے مرحلے کو

بھولنا نہیں بلکہ قدم قدم پر مرنے کے بعد کے حالات کو سامنے رکھ کر اس فانی دنیا میں حیات مستعار گزارنی ہے۔

آج اگر ہم میں سے کسی کو کہا جائے کہ مقررہ وقت میں ایک خطرناک مہم پر روانہ ہونا ہے' جہاں اندھیرا' تنہائی' گھٹن' حشرات الارض یعنی سانپ' بچھو اور دیگر زہریلے وخونخوار حیوانات کی موجودگی کا امکان ہو تو ہیبت طاری ہونے کے بعد ہم ان پرخطر مراحل سے گزرنے اور اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے ذرائع وسائل کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو کر دن رات کا آرام اپنے اوپر حرام کر دیتے ہیں جبکہ ان مصائب وآلام کا موجود ہونا بھی یقینی نہیں۔ بلکہ وہم وامکان کا درجہ رکھتا ہے۔ اور پھر دنیوی ضرر رساں اشیاء کا ضرر موت کے بعد جس ضرر کا یقین ہے کہ مقابلہ میں ایک نسبت ہزار سے بھی کم ہے۔ بلکہ دینوی تکالیف سے مقابلہ بھی ناممکن ہے' سے بچاؤ کے تو ہزاروں وسیلے اختیار کرتے ہیں اور مرنے کے فوراً بعد جن مراحل کا سامنا کرنا ہے اسے ہم نے نسیاً منسیا کر دیا ہے جہاں ناکامی کی صورت میں عذاب ہی عذاب ہے سکون وراحت نام کی شے بھی نہیں اور کامیابی کے بعد اطمینان خوشی اور انعامات کی ایسی بارشیں ہیں کہ اس میں غم اور آزردگی کا نام ونشان نہیں حضرت لقمان کا پند ونصائح سے بھرپور مقولہ ہے کہ مصائب دنیا کو سہل خیال کرو اور موت کو ہر وقت پیش نظر رکھو۔

عذاب قبر:

موت کے بعد دفناتے ہی قبر جو کہ عالم برزخ کہلاتا ہے' کا مرحلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جہاں کے حالات واقعات کا علم قرآن وسنت کے وضاحت ہدایات کی صورت میں ہم سب کے سامنے ہیں۔ حضورﷺ جیسی عظیم شخصیت انبیاء کے سردار سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے کی بشارت زندگی ہی میں پانے والے جلیل القدر معصوم رسول بھی' عذاب قبر سے بار بار پناہ مانگتے تھے۔ حضرتؓ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتﷺ عذاب قبر سے پناہ مانگتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔ اللھم أنی اعوذبک من عذاب القبر و من عذاب النار من فتنة المحیا و الممات و من فتنة المسیح الدجالِ (بخاری شریف) ''یا اللہ میں آپ کے ذریعے عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں اور جہنم کے عذاب اور زندگی اور موت اور دجال کے فتنہ سے بھی پناہ طلب کرتا ہوں۔''

قبر کے عذاب کے احساس وادراک سے اگرچہ انس وجن زندگی میں عاری ہیں جو کہ اللہ کے خاص مصلحت ابتلاء وآزمائش ہی کا نتیجہ ہے مگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کے علاوہ دیگر جانور عذاب قبر کی آوازوں کو سنتے ہیں' حضورؐ کا ارشاد ہے: ان اھل القبور یعذبون فی قبورھم عذاباً تسمعه البھائم (بخاری شریف) تحقیق قبروں والوں کو جب ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے اسکو جانور بھی سنتے ہیں۔ بخاری شریف کی روایت کے مطابق جب منافق اور کافر سے قبر میں سوال جواب کا سلسلہ شروع ہو کر وہ صحیح جواب دینے میں ناکام ہو جاتا ہے تو فرشتے اس کو لوہے کے بھاری ہتھوڑے سے اتنے زور سے مارتے ہیں' وہ اتنا چیختا چلاتا ہے کہ اس کی

کربناک آوازیں انسان و جنات کے علاوہ وہاں قریب موجود جاندار سنتے ہیں۔

فکر آخرت کی اہمیت: آج مسلمان زبان سے تو موت کا ذکر کرتے رہتے ہیں کہ مرنا ہے۔ نکیر و منکر کے سوالات ہوں گے۔ گھپ اندھیرے میں صرف عمل صالح ہی کار آمد اور نجات کا ذریعہ ثابت ہوگا وغیرہ' مگر ہماری ان باتوں کا تعلق صرف زبان ہی تک محدود رہتا ہے' کبھی ان تصورات کو ہم بہت کم دل کی گہرائیوں میں جگہ دیتے ہیں' ہمارے اعمال' معاملات گواہی دیتے ہیں کہ ہم موت اور اس کے بعد کے حالات کے قائل ہی نہیں۔ جتنا ذوق وشوق محبت اور محنت دنیا اور دنیاوی امور کے لئے ہم سے سرزد ہوتا ہے' اس کا عشر عشیر بھی ہمارے قلوب میں موت اور اس کے بعد آخرت کے بارے میں نہیں ہوتا' دنیا میں رہنے کے لئے دن رات ہم سکون و آرام کے اسباب کی تلاش میں مگن رہتے ہیں۔ جبکہ دنیا اور اسکے آرام و آلام دونوں عارضی ہیں' اور موت اور اس کے بعد کی زندگی کے اعزازات و اکرامات جو کہ دائمی ہیں' اس کے متعلق دل سے کبھی سوچا تک نہیں' غریب سے غریب تر بھی ہر لمحہ اس فکر میں ہے کہ دنیا میں بہترین مکان مل جائے' بنگلہ ہو' وسیع وعریض لان ہو جدید آسائشوں سے مرصع ہو' جس میں زندگی کی تمام قسم کی خوشیاں موجود ہوں' راہ گزر مکان کو دیکھ کر انگشت بدندان رہ جائے' اس قسم کی حسرت بہت کم خوش نصیبوں کے دل میں ہوگی' کہ خدا کے سامنے جب پیش ہوں' ایسی جنت ملے' جو باغات پر مشتمل ہو۔ کامثال اللؤلؤ المکنون۔ ہو دائمی اطمینان وسکون ہو' خوشی ہی خوشی ہو اور رنج وغم کا تصور تک نہ ہو' دنیا میں مصیبت سے بچنے کے لئے سینکڑوں تدابیر اختیار کئے جاتے ہیں' اور مرنے کے بعد پیش آنے والے مصائب کے بارے میں فکر مند ہونا تو دور کی بات ہے کبھی خواب میں سوچنے تک کی بھی زحمت نہیں کرتے' خلاصہ یہ کہ اتفاق سے کبھی ذکر موت اور آخرت کر کے یہ تصور کرنا کہ ہمیں فکر موت اور آخرت ہے اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے سوا کچھ نہیں' کیونکہ آج کے مسلمانوں کا عمل حقیقی معنوں میں فکر موت و آخرت کرنے والوں کے بالکل برعکس ہے۔

موت وصال محبوب کا وسیلہ ہے:

الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب کا مصداق دیندار و اہل اللہ ہوتے ہیں' جو اس عارضی گھر یعنی دنیا سے جدا ہونے پر رنجیدہ ہونے کی بجائے اس پر خوش ہوتے ہیں ان کے مقابلہ میں مادہ پرست اور ہوس دنیا میں مبتلا لوگ اسے مستقل ٹھکانہ سمجھ کر اس سے جدا ہونے کے تصور سے بھی کانپ جاتے ہیں۔ حالانکہ مرشد اعظم ﷺ کا ارشاد ہے عن عبداللہ ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ الدنیا سجن المؤمنین وسنۃ واذا فارق الدنیا فارق السجن والسنۃ (رواہ فی شرح السنۃ) ''عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور قحط ہے جب مومن دنیا سے الگ ہو جاتا ہے تو گویا وہ قید وقحط سے جدا ہوا۔''